تصنیف "مختصر الموافقہ بین اہل البیتؓ والصحابہؓ" از علامہ جاراللہ زمخشری

ترجمہ : احتشام الحسن کاندھلوی

اے گرفتارِ ابوبکرؓ و علیؓ

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتارِ ابوبکر و علی ہشیار باش!

(اقبال)

آج کل وطن عزیز میں نفرت، تنگ نظری اور تشدّد کی لہر آئی ہوئی ہے، جس پر اہلِ نظر اور اہلِ معرفت دونوں ہی مضطرب ہیں۔ یہ تاریخ کی ستم ظریفی ہے کہ جن مقدس ہستیوں کے نام پر اہل ہوس مذموم فرقہ واریت کا کھیل کھیل رہے ہیں، وہ آپس میں انتہائی محبت اور پیار سے رہتے تھے حضرات صحابہ کرامؓ کے باہمی برادرانہ تعلقات پر نہ صرف قرآن مجید نے شہادت دی ہے بلکہ اہلِ علم نے بھی اس موضوع پر برابر لکھا ہے۔ ہمارے کلاسیکی عہد میں علامہ زمخشری نے اہلِ بیت اور صحابہ کرامؓ کے باہمی مخلصانہ تعلقات پر "مختصر الموافقہ بین اہل البیت والصحابہ" کے نام سے کتاب لکھی، اصل کتاب ابوسعید الرازی کے قلم سے ہے۔ اس کتاب کا انتخاب المعارف میں پیش کیا جارہا ہے۔ ہم خدا سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں نفرت و تشدّد اور فرقہ واریت کی تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچائے۔ (ادارہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکثر حضرت علیؓ کے چہرے

کو دیکھا کرتے تھے ۔ میں نے عرض کیا "ابّا آپ اکثر علی کے چہرے کو کیوں دیکھتے ہیں؟"

حضرت ابوبکر رضنے فرمایا "بیٹی میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔"

حضرت علبشی بن جنادہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے فرمایا جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہو اُسے کھڑے ہو کر بیان کرے ۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا۔ اے خلیفۂ رسول اللہ! رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین مُٹھی کھجور دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آپ نے حضرت علی رضؓ کو بلوایا اور فرمایا، ابوالحسن یہ شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین مُٹھی کھجور کا وعدہ فرمایا تھا، تم اس کو تین مُٹھی کھجور دے دو ۔

عبشی کہتے ہیں جب حضرت علی رضؓ اس کو کھجوریں دے چکے تو آپ نے فرمایا ان کو شمار کرو، تو ہر مٹھی میں بلا کم و بیش ساٹھ کھجور آئیں ۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا صدق اللہ و رسولہ (اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا)

حضرت زید بن یثیغ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ صدیق نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حضور اقدس نے خیمہ نصب کرایا اور عربی کمان سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ اس وقت خیمے میں حضرت علی رضؓ، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین تھے اور آپ نے ارشاد فرمایا اے گروہِ مسلمین جو شخص ان اہلِ خیمہ سے صلح رکھے میں اس کے حق میں صلحِ مجسم ہوں اور جو ان سے لڑائی کرے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کا دوست ہوں۔ ان سے وہ شخص محبت رکھتا ہے جو نیک بخت اور نیک ذات ہے اور بد بخت، بدذات ان سے بغض رکھتا ہے ۔

ایک شخص نے دریافت کیا، کیا زید تم نے خود حضرت ابوبکر سے سُنا؟ حضرت زید نے فرمایا ہاں ربِّ کعبہ کی قسم ۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ روز بعد حضرت ابوبکر اور حضرت علی قبر مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ حجرے شریف پر پہنچ کر حضرت علی نے حضرت ابوبکر سے کہا۔ "خلیفۂ رسول اللہ آپ پہلے اندر داخل ہوں" حضرت ابوبکر

نے فرمایا، میں اس شخص سے پیش قدمی نہیں کر سکتا جس کے متعلق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے سُنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا علی کو میرے ساتھ وہ تقرب حاصل ہے جو مجھے بارگاہِ
رب العزت میں حاصل ہے۔

حضرت علیؓ رو ئے اور فرمایا میں اس شخص سے سبقت نہیں کر سکتا جس کے متعلق میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ نے ارشاد فرمایا ابوبکر کے سوا کوئی شخص ایسا نہیں
جس نے میری تکذیب نہ کی ہو۔ اور ابوبکرؓ کے علاوہ ہر ایک کے دروازے پر صبح کے وقت ایک
قسم کی ظلمت ہوتی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کیا تم نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سُنا ہے؟

حضرت علیؓ نے جواب دیا، میں نے اپنے چچازاد بھائی سے سُنا ہے، پھر حضرت ابوبکرؓ نے
حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں ایک ساتھ حجرے شریف میں داخل ہو گئے۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی ملاقات
ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کو دیکھ کر مسکرائے۔

حضرت علیؓ نے دریافت کیا، آپ مجھے دیکھ کر کیوں مسکرائے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمھارے اجازت نامے کے بغیر کوئی شخص
پل صراط سے نہ گذر سکے گا۔

حضرت قیس کہتے ہیں یہ سُن کر حضرت علیؓ مسکرائے اور فرمایا، ابوبکرؓ میں تمھیں خوش خبری
سناتا ہوں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ صرف اس شخص کو اجازت
نامہ دوں جو ابوبکر کو محبوب رکھتا ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے
اور صحابہ کرام آپ کے گرداگرد جمع تھے کہ حضرت علیؓ سامنے سے آئے، سلام کیا اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہو کر صحابہ کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ کون ان کو جگہ
دیتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی جانب بیٹھے تھے، آپؓ نے

تھوڑا سا سرک کر فرمایا، ابوالحسن اس جگہ بیٹھ جاؤ اور حضرت علیؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے، پھر ارشاد فرمایا ابوبکر صاحبِ کمال کی فضیلت کو کمال والا ہی پہچانتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے مناقب حضرت علیؓ کی زبانی

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں مجھ سے اور ابوبکر صدیقؓ سے ارشاد فرمایا، تم میں سے ایک کی دائیں جانب حضرت جبرائیلؑ اور دوسرے کی دائیں جانب حضرت میکائیل ہیں۔ اور حضرت اسرافیلؑ ایک جلیل القدر فرشتے ہیں جو جہاد میں شریک ہوتے ہیں اور صفِ قتال میں شامل رہتے ہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا میرے ساتھ کون ہجرت کرے گا؟

حضرت جبرئیل نے جواب دیا "ابوبکر صدیق"۔ اسی روز سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا لقب "صدیق" رکھ دیا۔

ابویحییٰ حکم بن سعد کہتے ہیں میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کتنی مرتبہ حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی کے ذریعے حضرت ابوبکر کا لقب "صدیق" رکھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آیت وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی سچائی کو مانا) میں سچ لانے والے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، اور آپ کی سچائی ماننے والے سے مراد حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔

حضرت نزال بن سبرہ ہلالی کہتے ہیں کہ ہم نے ایک روز حضرت علیؓ کو ہشاش بشاش پاکر عرض کیا کہ امیرالمومنین اپنے اصحاب کے واقعات بیان کیجیے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب (ساتھی) میرے بھی اصحاب ہیں۔

ہم نے عرض کیا اپنے مخصوص دوستوں کے واقعات بیان کیجیے۔

آپؓ نے فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا ہر صحابی میرا خصوصی دوست تھا۔
ہم نے مکرر عرض کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حالات بیان کیجیے ۔
آپؓ نے فرمایا کہ تم مجھ سے نام لے کر دریافت کرو۔
ہم نے عرض کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات بیان فرمائیے۔

آپ نے فرمایا یہ وہ ہستی ہیں جن کا حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی زبانی صدّیق لقب رکھا۔ اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ کا نائب بنایا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہماری دینی امامت کے لیے پسند فرمایا اسی لیے ہم نے ان کو اپنی دنیوی امامت کے لیے منتخب کر لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم عمرہ جعّرانہ ادا کر کے مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق کو امیر حج بنا کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب ہم موضع عَرج پہنچے اور آپ کو صبح کی نماز کی اطلاع دی گئی، آپ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اچانک حجرہ کے پیچھے سے اونٹنی کی آواز سنائی دی، آپ نماز پڑھانے سے رُک گئے، اور فرمایا یہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا حج کا ارادہ ہو گیا ہو اور آپ تشریف لا رہے ہوں تو پھر ہم آپ ہی کے ہمراہ نماز ادا کریں گے۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت علی پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے دریافت کیا، تم امیر بنا کر بھیجے گئے ہو یا محض قاصد ہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا امیر نہیں بلکہ قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے آیات براءۃ دے کر مجھے بھیجا ہے تاکہ مواقف حج میں لوگوں کو پڑھ کر سنادوں۔
ہم مکہ مکرمہ پہنچے، جب چھٹی ذی الحجہ ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں احکام حج بیان فرمائے، جب آپ خطبے سے فارغ ہو گئے تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور سورۂ براءۃ آخر تک سنائی۔ پھر جب ہم دسویں ذی الحجہ کو عرفات سے منیٰ واپس آئے تو حضرت ابوبکر نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں طوافِ افاضہ اور قربانی

وغیرہ کے احکام بیان کیے، پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور سورۂ براءۃ اخیر تک سنائی گیارھویں تاریخ کو حضرت ابوبکر نے پھر خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے کھڑے ہوکر سورۂ براءۃ سنائی۔

مروی ہے کہ جب دونوں حضرات مدینہ منورہ واپس پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا حکم ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سراسر خیر ہے، تم نمازیں میرے ساتھی تھے اور حوض پر بھی میرے ساتھی ہوگے۔ لیکن براءتؑ میں خود پہنچا سکتا ہوں یا پھر میری طرف سے میرا کوئی قریبی رشتہ دار (اسی لیے حضرت علیؓ کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو روانہ کرنے کے بعد پھر ایک دم حضرت علیؓ کو بھیجا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خیال ہوا کہ شاید بارگاہِ رسالت میں میری کوئی بات ناپسند آئی، جس کی بنا پر حضرت علی کو بھیجا گیا۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سے اتفاقی بھی کسی صحابی کو گوارا نہ تھی اس لیے آپ نے اپنے معاملے کی صفائی چاہی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی تسلّی اور تشفی کے لیے آپ کے چند مناقب بیان فرمائے اور حضرت علی کو بھیجنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ قریش مکّہ کے دستور کے موافق اپنے کیے ہوئے معاہدے کو میں خود فسخ کرسکتا ہوں یا میری طرف سے میرا قریب ترین رشتہ دار فسخ کرسکتا ہے۔ اس مجبوری کی بنا پر حضرت علیؓ کو بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔

حضرت علیؓ کی جانب سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی تصدیق اور تصویب

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا خدائے پاک کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ اچانک وفات ہوئی اور نہ آپ بیمار ہوئے بلکہ آپ چند شب و روز بیمار رہے، موذن

ۓ یعنی فسخ معاہدہ

روزانہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور نماز کی اطلاع کرتا تھا اور آپؐ اس کو حکم فرماتے کہ ابوبکرؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ آپؐ نے مجھ سے نماز نہیں پڑھوائی حالانکہ میں وہاں موجود ہوتا تھا اور آپؐ کو میری موجودگی کا علم بھی ہوتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے متعلق کوئی عہد ہوتا تو کسی شخص ———— کی یہ مجال نہ تھی کہ منبر نبوی پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھ سکے، میں بزورِ شمشیر اس سے جہاد کرتا (اور اپنا حق حاصل کرتا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم نے اپنے معاملے میں غور کیا تو ہماری یہ سمجھ میں آیا کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی اصلی بنیاد ہے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو ہمارے دین کی امامت کا حکم فرمایا تھا اسی کو ہم نے اپنی دنیوی قیادت کے لیے منتخب کر لیا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا امیر بنا لیا۔ جب اُنھوں نے جہاد کا اعلان کیا ہم نے ان کے حکم پر جہاد کیا اور جو اُنھوں نے عطا کیا اُس کو بخوشی قبول کر لیا اور ان کے حکم سے حدود اللہ قائم کیں، کبھی کوئی اختلاف نہ رہا اور باہم ہمیشہ متحد اور متفق رہے، مختصر یہ کہ اب کوئی ہمارے متعلق کسی قسم کی برائی اور گمراہی نہ پھیلائے۔

حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں جس روز حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بیعت کی گئی حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا، لوگو جس شخص کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھایا ہو، اب کون اس کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے خلافتِ صدیق کی تائید میں ایسی مستحکم دلیل بیان کی جو کسی کے بھی ذہن میں نہ تھی۔

حضرت علی مرتضیٰ کے استدلال کا منشا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق کو نماز کی امامت کے لیے مامور فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ دیگر تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں اور افضل کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو امیر بنانا درست نہیں۔ لہٰذا حضرت ابوبکر کی موجودگی میں کسی کی امارت جائز نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوبکرؓ کا فسخ بیعت کا اعلان
اور حضرت علیؓ کا انکار

حضرت ابوالحجافؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق سے خلافت کی بیعت کی گئی اور حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے رفقا سمیت بیعت کرلی تو حضرت ابوبکر صدیق تین مرتبہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اگر کسی کو ناپسند ہو تو میں تمھاری بیعت فسخ کرتا ہوں۔ ہر دفعہ حضرت علی مرتضیٰ سب سے پہلے کھڑے ہوتے اور فرماتے، خدائے پاک کی قسم نہ ہم آپ سے فسخ بیعت کرتے ہیں اور نہ کبھی اس کی خواہش کریں گے، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کے لیے آگے بڑھایا ہے اب کون آپ کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

حضرت علیؓ کے فضائل حضرت ابوبکرؓ کی زبانی

حضرت شعبی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علیؓ کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا اگر ایسے شخص کو دیکھنا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت اور مرتبے میں سب سے زیادہ قریب ہو اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سب سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہوں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز اور پیارا ہو تو وہ انھیں دیکھ لے" اور حضرت علی کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت علی نے فرمایا اگرچہ حضرت ابوبکر نے ایسا فرمایا لیکن وہ مخلوق خدا پر سب سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں اور عشق الٰہی میں سر آہ کرنے والے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ غار ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہر قسم کی مشقت برداشت کی اور حضور پر اپنا جان و مال سب کچھ قربان کردیا۔ آپ اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنے مال میں سے خرچ کرتے تھے اور سب سے زیادہ بارگاہِ رسالت میں مقرب تھے۔

علی بن قادم فرماتے ہیں جو شخص صحابہ سے اس کے خلاف بیان کرے وہ ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

حضرت معقل بن لیسار سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبے میں سے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل حضرت علیؓ کی زبانی

ابن اذینہ کہتے ہیں کہ میں جب کوفے گیا تو حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا امیرالمومنین مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو وہ آپ کو حضرت ابوبکر سے گھٹاتے ہیں، حالانکہ آپ سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب بھی سب سے زیادہ ہیں۔

حضرت علی تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اگر تو قریشی ہے تو شاید بنو عائذہ کے کنبے میں سے ہے اور میرا خیال ہے کہ تو ذوالہ کا رشتہ دار ہے۔

میں نے جواب دیا: "ہاں"۔

حضرت علی نے فرمایا اگر مومن حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی قتل کر دیتا، کم بخت ابوبکر مجھ سے چار باتوں میں بڑھے ہوئے تھے جن کو میں نہیں پا سکا اور نہ ان کے عوض کوئی اور شے پا سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت اور نماز کی رفاقت اور نماز کی امامت اور اسلام کی اشاعت، ان سب امور میں حضرت ابوبکر مجھ سے سبقت لے گئے، حضرت ابوبکر ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حائل رہتے اور سپر کا کام دیتے، وہ کھلم کھلا دین کو ظاہر کرتے تھے اور میں اس وقت اپنے دین کو چھپاتا تھا، قریش مجھے حقیر سمجھتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔

اگر حضرت ابوبکر لشکر کشی اور مرتدین کی سرکوبی سے درگزر کرتے تو ہمیشہ پیچیدگیاں پڑی رہتیں اور لوگ اصحابِ طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیت ہو جاتے۔ حق تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو میرا اسلام پہنچائے۔

پھر فرمایا کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر پر فوقیت نہ دے ورنہ میں اس کو سزا دوں گا اور اس

پر مفتری کی حد جاری کروں گا۔

حضرت محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

حضرت علی نے فرمایا بیٹا! حضرت ابوبکر صدّیق ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ان کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی رات کو حضرت ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور میں آپ کی چادر مبارک اوڑھ کر لیٹ گیا اس لیے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رات کے وقت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کفار آپ کے ساتھ دغا اور فریب کر رہے ہیں تاکہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا شہر بدر کر دیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے، جو لوگ بُرے ارادے سے باہر کھڑے تھے اُنھوں نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝

(اور ہم نے ان کے سامنے اور پیچھے ایک ایک پردہ ڈال دیا۔ پس ڈھانک لیا ہم نے ان کو تاکہ وہ دیکھ نہ سکیں۔)

ایک مٹھی خاک پر دم کی اور ان کی طرف پھینک دی جس سے حق تعالیٰ نے ان کو اندھا اور بہرا کر دیا۔ پھر آپؐ حضرت ابوبکر کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ابوبکر مجھے ہجرت کا حکم ہو گیا ہے۔ اور حضرت ابوبکر کو ساتھ لے کر مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر آپؐ سے آگے آگے چلتے اور زمین سے کانٹوں کو ہٹا کر راستہ صاف کرتے جاتے، اسی طرح ایک غار پر پہنچ گئے۔

حضرت ابوبکر نے چلنے سے پہلے حضرت عائشہ کی بہن حضرت اسما کو کچھ دراہم دے کر فرمایا ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کر لینا اور چوں کہ آپ کو گوشت مرغوب ہے اس لیے گوشت روٹی پکانا اور اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں آئے تو کہہ دینا، میں عورت ذات ہوں اور اپنے کام میں مشغول ہوں۔

غار پر پہنچ کر حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ذرا ٹھہر جائیے ـــــ اور خود غار میں جا کر اس کو صاف کیا اور اس خیال سے کہ کوئی موذی چیز حضور کو ایذا نہ پہنچائے جو سوراخ نظر پڑا اس میں انگلی ڈال کر دیکھی، ایک بڑا بھٹ تھا، آپ نے اپنا پیر اس میں داخل کر دیا جو ران تک اندر چلا گیا، پھر باہر نکالا اور عرض کیا یا رسول اللہ تشریف لائیے، میں نے آپ کے لیے جگہ صاف کر دی اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔

کفارِ قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاک میں تھے کہ شیطان آیا اور ان سے کہا تم کس کام میں ہو، میں بھی تمھارا ساتھی ہوں۔ اُنھوں نے کہا ہم محمدؐ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ کو دیکھنے لگے تو آپ ؐ کی بجائے علی بن ابی طالب کو آپ کی چادر اوڑھے ہوئے پایا۔

اس وقت جب رسول اللہ تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بدحواس بنا دیا تھا۔

پس علیؓ اور ابو بکرؓ دونوں رسول اللہ کے جان نثار فدائی ہیں۔

جب قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میں آپ کی جگہ حضرت علیؓ کو پایا تو کہا۔ آج اس جھوٹے شخص نے ہمیں خوب دھوکا دیا اور اس کا جادو ظاہر ہو گیا۔ شیطان نے ان سے کہا محمدؐ ابھی ابھی باہر چلے گئے، اور وہ سب آپؐ کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے، وہاں حضرت اسما گوشت پکا رہی تھیں اور چراغ نکال کر باہر رکھ دیا تاکہ سالن کی بو محسوس نہ ہو۔

وہ سب حضرت اسما کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا، کیا تمھیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خبر ہے؟

حضرت اسما نے جواب دیا میں عورت ذات ہوں اور اپنے کام میں مشغول ہوں۔ اس پر وہ لوگ وہاں سے چل دیے اور جستجو کرتے کرتے غار تک پہنچ گئے، وہاں حق تعالیٰ نے ان دونوں کے نشاناتِ قدم کو چھپا دیا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کے قدموں کے نشانات کا پتا نہ چلا ـــ اس وقت حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ہمیں نہیں دیکھا ۔ پھر وہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے ۔ اور دونوں حضرات نے غار میں رات گذاری ۔ حضرت ابوبکر کے ایک سانپ نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے اُنھوں نے یہ رات سخت بے چینی سے بسر کی ، صبح کو تمام بدن پر ورم تھا اور حالت نازک تھی ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ابوبکر یہ کیا ہوا ؟

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا " یارسول اللہ سانپ نے کاٹ لیا "۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم نے اسی وقت مجھے کیوں نہ خبر کی ۔

حضرت ابوبکر نے عرض کیا آپ کی نیند کو خراب کرنا گوارا نہ ہوا ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر کے بدن پر پھیرا جس سے ان کی ساری تکلیف جاتی رہی اور وہ بالکل خوش و خرم اور تندرست و توانا ہو گئے ۔

حضرت ابوبکر کے صاحبزادے حضرت عبداللہ حاضر خدمت ہوئے تو حضرت ابوبکر نے اشارے سے ان کو بلایا اور کہا بیٹا اگر کوئی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا ہوا آئے تو کہہ دینا مجھے کیا خبر ! اور چرواہے سے کہنا کہ بکریوں کو اس طرح غار پر لائے کہ ہمارا کوئی نشان و پتا کسی پر ظاہر نہ ہو ۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے لیے حضرت اسماء دو روٹیاں لے جاتیں، اُنھوں نے اپنی چادر کو پیٹی کی طرح باندھ رکھا تھا جس میں ایک روٹی دائیں جانب اور ایک بائیں جانب چھپا کر لے جاتی تھیں تاکہ کسی کو ان پر شک و شبہ نہ ہو ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز غار میں قیام فرمایا ۔ حضرت ابوبکر صدّیق نے سفر کے لیے دو اونٹوں کا انتظام کر رکھا تھا ، وہاں اطلاع دی گئی اور حضرت عبداللہ ایک راستہ بتانے والا[۲] اور دونوں اونٹ لے کر پہنچ گئے ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی ذرا پروا نہ تھی ۔ البتہ یہ اندیشہ تھا کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ

---

[۲] راستہ بتانے کے لیے عامر بن فہیرہ کو ساتھ لائے جو حضرت ابوبکر کے خادم اور آزاد کردہ غلام تھے ۔

صلّی اللہ علیہ وسلم پر دشمنوں نے قابو پالیا تو دین اسلام ختم ہو جائے گا۔

اگرچہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا مگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرح کامل یقین حاصل نہ تھا۔ اس اضطراب اور بے چینی کو دیکھ کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے ارشاد فرمایا " فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اسی کو حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

(دوسرا دو میں سے جس وقت وہ غار میں تھے، جس وقت آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم مت کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔)

انہی کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

پس خدا نے ان پر اطمینان نازل فرمادیا۔

پس حضرت ابوبکر صدیق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مرسلین کے بعد سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدّیق اسلام لائے اور سب سے پہلے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ میں علی بن ابی طالب نے نماز پڑھی۔

حضرت صلہ بن زفر کہتے ہیں کہ جب کبھی حضرت علی کے سامنے حضرت ابوبکر صدّیق کا تذکرہ ہوتا تو آپ فرماتے تم اس شخص کا تذکرہ کر رہے ہو جو ہر کار خیر میں دوسروں سے سبقت اور بازی لے گیا۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ہم نے جس کار خیر میں بھی پیش قدمی کا ارادہ کیا ابوبکر اس کام ہم سے پہلے کر گزرتے تھے۔

حضرت علی سے مروی ہے کہ میرے باپ ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد کفارِ قریش رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے جمع ہوئے، اس وقت حضرت

ابوبکرؓ کے سوا کوئی آپ کے کام نہ آیا۔ حضرت ابوبکرؓ تن تنہا مقابلے کے لیے آئے اور کوشش کرکے مجمع کو ہٹاتے جاتے اور فرماتے کم بختو کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور اس پر اللہ رب العزت کی جانب سے دلائل اور براہین پیش کرتا ہے۔ خدا کی قسم یہ شخص اللہ کا رسول اور پیامبر ہے۔

حضرت علیؓ نے اپنے رفقا سے فرمایا تمھیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ آلِ فرعون کے مومن شخص اور ابوبکرؓ میں سے کون افضل ہے؟

اس پر سب خاموش رہے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم حضرت ابوبکرؓ کا ایک ایک دن مومنِ آلِ فرعون سے افضل ہے۔ وہ ایک شخص تھا جس نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اس پر حق تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی، اور یہ ابوبکر صدیق ہیں جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنا خون خرچ کیا ہے۔

حضرت محمد بن عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے خطبہ پڑھا، پھر فرمایا بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟

ہم نے عرض کیا "امیر المومنین آپ ہی ہیں"

حضرت علی نے فرمایا میں نہیں بلکہ ابوبکر صدّیق تھے، اس لیے کہ جنگِ بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک خیمہ نصب کیا اور باہم مشورہ ہوا کہ یہاں کسی کو حفاظت کے لیے کھڑا ہونا چاہیے تاکہ دشمن خیمے تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کے سوا کسی کو وہاں کھڑے ہونے کی ہمّت نہ ہوئی۔ حضرت ابوبکرؓ اپنی تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ جب کوئی مشرک آپؐ کے قریب آتا آپ اس پر فوراً تلوار سے حملہ کرتے۔ ایک مرتبہ کفار قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے کے پاس گھیر لیا اور آپؐ کو ستانا اور پریشان کرنا شروع کر دیا اور بار بار کہتے کیا تو نے ہی سب معبودوں کو جھٹلایا ہے اور کہا ہے کہ معبود صرف ایک ہے۔

خدا کی قسم اس وقت ابوبکر صدّیق کے علاوہ کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے نہ گیا۔ (پھر تمام قصّہ بیان کیا)

حضرت عبدِ خیر سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا قرآنِ کریم کی خدمت کرنے والوں میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق حضرت ابوبکر صدّیق ہیں، اس لیے کہ اُنھوں نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کیا ہے۔

حضرت موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت علی نے فرمایا، جماعتِ صحابہ میں حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ سب سے افضل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدّیق کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کے تاثرات

جب حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا اور آپ پر چادر ڈال دی گئی تو سارا مدینہ منوّرہ آہ و زاری سے گونج اُٹھا اور وہ حالت ہوگئی جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ہوئی تھی۔ حضرت علی آب دیدہ و رنجیدہ انا للہ پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا آج خلافتِ نبوت ختم ہوگئی۔ پھر اس حجرے پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکر کا جنازہ رکھا ہوا تھا اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمانے لگے، ابوبکر خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے، آپ رسول اللہ کے دوست اور ساتھی تھے اور حضورؐ کے مونس و غم خوار اور معتمد علیہ تھے، آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی راز دار اور مشیرِ خاص تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور خلوصِ ایمان اور شدتِ یقین اور خشیتِ خداوندی میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے دین کی حمایت کی خاطر بہت تکالیف برداشت کیں۔ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی تھے اور اپنے دوستوں کے لیے سراسر خیر و برکت اور بہترین ساتھی تھے۔ آپ بڑے عالی مناقب، صاحبِ خیر، بلند مرتبہ، عالی حوصلہ تھے اور رشد و ہدایت اور رحمت و فضیلت میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ دربارِ رسالت میں آپ کی قدر و منزلت سب سے زیادہ تھی اور آپ سب سے زیادہ قابلِ اکرام اور قابلِ اعتماد سمجھے جاتے تھے۔ حق تعالیٰ اسلام اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے۔ اور آپ نے ایسے وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب

لوگ حضور کو جھٹلا رہے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں آپ کا لقب "صدیق" رکھ دیا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے وقت میں مال خرچ کیا اور غم خواری کی جب لوگ پہلوتہی کر رہے تھے، اور آپ مصائب میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی رہے جب لوگ حضور انور کو چھوڑ بیٹھے تھے، آپ نے مشکلات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوب ساتھ دیا، آپ ثانی اثنین اور رفیق غار تھے، آپ ہی پر سکون وطمانیت نازل کی گئی اور آپ ہی ہجرت کے ہمراہی بنائے گئے۔ آپ دین الٰہی اور اُمت محمدی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب منتخب ہوئے، جب لوگ مرتد ہونے لگے آپ نے بہترین طریقے پر فرائض خلافت انجام دیے اور وہ کارنامے کیے جن کو کسی نبی کے خلیفہ نے نہیں کیا۔ جب لوگ سُست ہو گئے تو آپ مستعد رہے اور جب لوگ پست ہمّت ہونے لگے تو آپ خود قتال کے لیے تیار ہو گئے اور جب لوگ ضعیف ہو گئے تو آپ قوی رہے۔ آپ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر کاربند رہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق تھے اور منافقوں کی کاوش اور کافروں کی ناگواری، حاسدوں کی ناراضی، فاسقوں کی ریشہ دوانی اور باغیوں کی مساعی کے باوجود نہ آپ کی خلافت میں کوئی جھگڑا ہوا اور نہ آپ خلافت سے باز رکھے گئے۔

جس وقت لوگ سُست پڑ گئے تو آپ چست رہے اور اہم امور انجام دیے اور جب وہ بول نہ سکتے تھے آپ گویا رہے، وہ بھٹک کر ٹھہر گئے تو آپ روشنی میں چلے، انھوں نے آپ کی پیروی کی اور راہ یاب ہوئے۔

آپ پست آواز تھے مگر تلاوتِ قرآن اور گفتگو خوب صاف کرتے تھے۔ آپ کم گو اور راست گو تھے اور بیشتر خاموش رہتے تھے۔ آپ قدرتِ کلام، اصابت رائے، شجاعت و تجربے میں سب سے ممتاز تھے۔ خدا کی قسم آپ اس وقت بھی اسلام کے رئیس اور امیر تھے جب لوگ اسلام سے پہلوتہی کر رہے تھے اور اس وقت بھی رئیس تھے جب لوگ جوق در جوق اسلام کی جانب مائل تھے۔ آپ مومنوں کے رحیم باپ تھے، جب وہ آپ کے عیال بن گئے تو آپ نے ان کا وہ بوجھ سنبھال لیا جس سے وہ عاجز ہو گئے تھے اور جو انھوں نے چھوڑ دیا

تھا، اس کی حفاظت فرمائی اور جو ضائع کر دیا تھا اس کی تلافی فرمائی، ان کی ذلت اور گھبراہٹ کے وقت آپ نے اہتمام کیا اور عالی ہمتی سے کام لیا اور ان کے جزع و فزع کے وقت صبر و تحمل کیا اور ان کی جنایات کا بدلہ لے لیا۔ وہ اپنی ہدایت یابی کے لیے آپ کی طرف بڑھے اور کامیاب ہوئے اور آپ کے باعث وہ کچھ حاصل کر لیا جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ آپ معاندین اسلام کے لیے سراپا قہر و غضب تھے، اور مومنوں کے حق میں سراسر رحمت و نعمت تھے۔ واللہ تمام امور میں آپ کی پرواز بہت بلند رہی اور آپ نے اہم امور میں ہمیشہ کامیابی حاصل کی اور اعلیٰ فضائل اور مناقب کو حاصل کیا۔ نہ آپ کی دلیل کبھی منقطع ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت کمزور ہوئی، اور نہ کبھی آپ پر بزدلی ظاہر ہوئی، نہ کسی قسم کا خوف و ہراس ہوا بلکہ آپ ہمیشہ استقلال سے پہاڑ کی طرح جمے رہے، جس کو نہ آندھیاں حرکت دے سکیں اور نہ اپنی جگہ سے ہٹا سکیں۔ آپ ویسا ہی تھے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا مال و متاع خرچ کرنے والے تھے، اور آپ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ اپنے معاملے میں ضعیف اور حق تعالیٰ کے معاملے میں قوی، اور اپنی نگاہوں میں حقیر اور بارگاہِ خداوندی میں مقرب اور لوگوں کی نگاہوں میں صاحبِ حشمت و شوکت۔ آپ اُمتِ محمدیہ کی بزرگ ترین ہستی تھے، نہ کسی کو آپ کی شان میں طعنے کی گنجائش ہوئی، نہ بدزبانی کا موقع ملا، اور نہ آپ کی نسبت لالچ کا گمان اور نہ کسی کی طرفداری کا وہم گزرا۔ ایک ضعیف اور کمزور شخص آپ کے نزدیک قوی تھا، جب تک آپ اس کا حق اس کو نہ دلا دیتے۔ اور ایک قوی باعزت شخص آپ کے نزدیک ضعیف اور ذلیل تھا جب تک کہ آپ اس سے دوسرے کا حق نہ دلا دیتے۔ دور و نزدیک والے آپ کے نزدیک سب برابر تھے۔ آپ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ تقرب اور عزت اس شخص کو حاصل تھی جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار اور متقی و پرہیزگار تھا۔ آپ کی شان حق گوئی اور راست بازی اور نرم خوئی تھی، آپ کا فرمان حکم محکم اور حتمی فیصلہ ہوتا تھا، اور آپ کا فرمان بردباری اور استواری پر اور آپ کی رائے دانائی اور پختگی پر مبنی ہوتی تھی۔ آپ جس طرف بھی چلے راستے کھل گئے

اور دشوار آسان ہوگیا ۔ آپ کی بدولت باطل کی آگ بجھ گئی اور دین اعتدال پر آگیا۔ ایمان پھر سے قوی اور مضبوط ہوگیا اور اسلام اور مسلمان از سر نو جم گئے اور حکم الٰہی غالب ہو کر رہا، اور معاندین سرنگوں ہوئے ۔

آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر چل دیے جس سے وہ حیران رہ گئے۔ آپ نے بہت جلدی کی اور اپنے پسماندگان کو سخت مشکل میں پھنسا دیا ۔ آپ تو پورے طور پر فائز اور کامیاب ہوگئے آپ کو کسی کی آہ وزاری کی کیا حاجت ۔ آپ کا تو آسمانوں میں پُر تپاک خیر مقدم ہے لیکن آپ کی مصیبت نے مسلمانوں کو ناکارہ اور سُست کر دیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون ۔

ہم حق تعالیٰ سے اس کے حکم پر راضی ہیں اور اس کا معاملہ اسی کے حوالے کرتے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر آپ کے انتقال جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوگی ۔ اس لیے کہ آپ دین کے نگہبان اور دین کی عزت اور دین کے ملجا اور ماویٰ تھے ۔ آپ مومنوں کے حق میں سایۂ عاطفت اور قلعۂ مستحکم اور بارانِ رحمت تھے اور منافقوں کے حق میں سخت اور غیظ و غضب تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اپنے نبیؐ سے ملا دیا، اب وہ ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے ۔

حضرت علی کی یہ بات ختم ہونے تک سب لوگ خاموش رہے، پھر اس قدر روئے کہ چیخیں نکلنے لگیں اور کہا رسول اللہؐ کے داماد تم نے جو کچھ فرمایا بالکل سچ اور حق فرمایا ۔

وہ احادیث جو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کیں

اسماء بن حاکم فزاری سے مروی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو حق تعالیٰ مجھے اس سے نفع پہنچاتے اور جب کوئی دوسرا شخص مجھ سے حدیثِ رسول بیان کرتا تو میں اوّل اس سے قسم لیتا، جب وہ قسم کھا لیتا تب میں اس کو سچ سمجھتا تھا ۔ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے حدیث بیان کی اور حضرت ابوبکر سچے تھے (لہٰذا ان سے قسم لینے کی ضرورت نہ تھی)

حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مسلمان سے

کوئی گناہ سرزد ہو جائے، اور پھر اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور توبہ و استغفار کرے تو حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپؐ کے دفن کرنے میں صحابۂ کرام کی مختلف رائیں تھیں، بعض نے بقیع کی رائے دی، بعض نے موضع جنائز پسند کیا اور بعض نے صحابہ کے قبرستان کا مشورہ دیا۔ اسی دوران میں حضرت ابوبکر صدّیق تشریف لائے اور فرمایا ہٹ جاؤ، نبی کے روبرو موت و حیات دونوں حالت میں بلند آواز سے گفتگو نہ کرنی چاہیے۔

حضرت علی نے فرمایا، حضرت ابوبکر اپنے معمولات میں قابلِ اعتماد ہیں۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی کہ جس جگہ نبی کا وصال ہوتا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے۔

چونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدّیق کا خلیفہ ہونا تقدیرِ الٰہی میں لکھا جا چکا تھا اس لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے مناسب احکام خاص طور پر ان کو بتلا دیے تھے۔ نبی کا کسی مقام پر وصال ہونا یہ گویا حق تعالیٰ کی جانب سے اس مقام کا نبی کی آرام گاہ کے لیے انتخاب ہے، پس جس جگہ نبی کا وصال ہو وہی اس کا مدفن اور آرام گاہ بنے گی۔ اس قاعدہ کلیہ سے حضرت یوسف علیہ السلام مستثنیٰ ہیں۔ ان کا وصال مصر میں ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی وصیّت کے مطابق ان کے تابوت کو فلسطین لے جا کر دفن فرمایا۔ اور اس استثنا کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بارگاہِ الٰہی میں یہ تمنا اور التجا تھی کہ ان کی آخری آرام گاہ ان کے وطن میں ہو جہاں دیگر انبیائے بنی اسرائیل آرام فرما ہیں۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا، ابوبکر جب لوگوں کو دُنیا کی طرف جھپٹتے ہوئے دیکھو تو آخرت کو مقدم رکھنا۔ اور آبادی اور ویرانہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو، جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو اللہ بھی تمہیں نہ بھولے گا۔ اور کسی مسلمان کو ہرگز حقیر مت سمجھنا کیونکہ ادنیٰ مسلمان بھی اللہ تعالیٰ

کے نزدیک عظمت و حرمت والا ہے ۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا گناہوں کے لیے ایسا ہے جیسا آگ کے لیے پانی (یعنی جیسا پانی ڈالنے کے بعد آگ کے تمام اثرات ختم ہو جاتے ہیں، اسی طرح درود شریف پڑھنے کے بعد گناہوں کے سارے اثرات زائل ہو جاتے ہیں۔) اور بارگاہِ نبوی میں سلام بھیجنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام نفوس سے افضل ہے ۔

حضرت فاطمہؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا تذکرہ

حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں آئیں اور فرمایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے باغِ فدک مجھے ہبہ فرمادیا تھا لہٰذا وہ مجھے دے دیجیے ۔

حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا صاحب زادی تم سچ کہتی ہو، مگر میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپؐ اس باغ کی آمدنی سے تمہارا روزینہ دے کر باقی کو فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرماتے تھے، تم اسے لے کر کیا کرو گی ؟

حضرت فاطمہ نے فرمایا جس طرح میرے والد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، اسی طرح میں بھی کروں گی ۔

حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ اس کی آمدنی اسی طرح خرچ کروں گا جس طرح تمہارے والد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم خرچ کرتے تھے۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا قسم کھاؤ کہ ایسا ہی کرو گے ۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا خدا کی قسم ایسا ہی کروں گا ۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا "اے اللہ تو گواہ رہ "

پھر ہمیشہ حضرت ابوبکر صدّیق اس باغ کی آمدنی سے اہلِ بیت کرام کے اخراجات دے کر باقی فقیروں اور مسکینوں اور مسافروں پر تقسیم کر دیتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر فاروق بھی ایسا ہی کرتے رہے ۔ پھر حضرت علی نے بھی اپنے دورِ خلافت میں ایسا ہی کیا۔

حضرت علی سے کسی نے اس بارے میں گفتگو کی تو آپ نے فرمایا، جس کام کو ابوبکر اور عمر کرتے تھے اس کا خلاف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے۔

حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر صدّیق کی خدمت میں تشریف لے گئیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ورثے کا مطالبہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر اور تمہارے والد پر قربان ہوں، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم انبیا کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ مال و سامان ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت انبیائے کرام علیہم السلام کی وراثت نہ ہونے میں چند منافع ہیں۔

اوّل یہ کہ نبی کی ذاتِ گرامی پر کسی کو دُنیا طلبی اور جمع مال کا شک و شبہ نہ ہو جو اس کی گمراہی اور تباہی کا باعث بنے۔

دوسرے یہ کہ نبی کے رشتے داروں کے دل میں کبھی یہ وسوسہ نہ آئے کہ نبی کے بعد یہ مال و متاع ہمارا ہوگا۔ یہ خیال گویا نبی کی وفات کی خواہش ہے جو موجب ہلاکت و بربادی ہے۔

تیسرے یہ کہ نبی اپنی ساری اُمت کے لیے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے اور اُمت نبی کی اولاد ہوتی ہے اور یہ روحانی تعلق تمام مادی تعلقات پر غالب ہوتا ہے۔ اسی لیے نبی کے ورثے کی حق دار ساری امت ہوتی ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت ابوبکر صدّیق کی خدمت میں تشریف لائیں اور فرمایا، خلیفۂ رسول اللہ! آپ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں یا رسول اللہ کے اہلِ بیت؟

حضرت ابوبکر صدّیق نے فرمایا میں وارث نہیں بلکہ اہلِ بیت وارث ہیں۔

حضرت فاطمہ نے فرمایا پھر خُمس کا کیا معاملہ ہے؟

حضرت ابوبکر نے فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی نبی کو کچھ مال دیتا ہے تو نبی کے وصال کے بعد وہ مال بعد والوں کا ہوتا ہے، اب جب میں خلیفہ ہوا تو خیال ہوا کہ اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اور آپ زیادہ واقف حال ہیں۔ اور واپس تشریف لے گئیں۔

حضرت فاطمہ زہرا جب بیمار ہوئیں اور مرض بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر صدیق ان کی عیادت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔

حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق دروازے پر کھڑے ہیں اگر تم چاہو تو ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ حضرت فاطمہ نے حضرت علی سے دریافت کیا کیا یہ بات تمھیں پسند ہے؟ حضرت علی نے فرمایا "ہاں"۔

پس حضرت ابوبکر صدیق گھر میں تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہ سے گفتگو کی۔

حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مغرب و عشا کے درمیان انتقال فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن عوام وغیرہم حضرات جنازے پر حاضر ہوئے، جب جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو حضرت علی نے فرمایا، ابوبکر آگے بڑھیے اور نماز پڑھائیے۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا کیا آپ کی موجودگی میں میں آگے بڑھوں؟

حضرت علی نے فرمایا ہاں خدا کی قسم آپ کے ہوتے ہوئے کوئی اور نماز نہ پڑھائے گا۔

پس حضرت ابوبکر صدیق آگے بڑھے اور نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو رات ہی میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے جنازے کی نماز میں چار تکبیریں کہیں۔

حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے مناقب حضرت ابوبکرؓ کی زبانی

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسن و حسین کے متعلق ارشاد فرمایا یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ اہل جنت سب کے سب نوجوان اور ہم عمر ہوں گے، پس ارشاد نبوی کے یہ معنی ہوئے کہ انبیا و مرسلین اور خلفائے راشدین کے علاوہ جن

کی فضیلت یقینی اور واضح ہے ،ان میں حضرات حسن اور حسین بھی شامل ہیں۔ یہ دونوں حضرات تمام اہلِ جنت کے سردار اور سرتاج ہوں گے۔

حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور سجدے میں تھے کہ حضرت حسن یا حسین آئے اور کود کر آپ کی پشت پر بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکڑا اور آہستہ سے اُتار کر سامنے بٹھا دیا۔ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھا ہے، اور میں نے حضرت ابوبکر صدّیق کو دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ان سے محبّت کرتے تھے اور ان کو اپنے کندھے پر بٹھایا کرتے تھے۔

حضرت عقبہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدّیق کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ مسجد سے واپس ہو رہے تھے اور آپ میرے اور حضرت علی درمیان تھے کہ راستے میں کچھ بچے کھیل رہے تھے جن میں حسن بن علی بھی تھے۔ حضرت ابوبکر نے ان کو پکڑا اور گود میں اُٹھالیا اور فرمانے لگے، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو، علی کے مشابہ نہیں ہو۔

حضرت علیؓ یہ سُن کر ہنسنے لگے۔ (بشکریہ جرنل، پٹنہ۔ ۱۹۹۲ء)

منہاج القرآن : از ڈاکٹر برہان احمد فاروقی

مصنف کے خیال میں اس وقت پورا عالم اُس جاہلیت سے بھی زیادہ تیرہ و تاریک جاہلیت میں گرفتار ہے جس سے نکالنے کے لیے قرآن مجید نازل ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کا مرکزی نقطہ قرآن کا تصورِ انقلاب ہے اور یہ کتاب اس سلسلے میں طویل تفکر کا وہ ثمر ہے جس میں اُن کے اساسی تصورات کا پورا نظام واضح ہو کر سامنے آگیا ہے۔ آج ہماری دینی حمیت کا تقاضہ یہ ہے کہ دورِ جدید کی جاہلیت کے چیلنج کو قبول کر کے اس کی اصلاح کے لیے قرآنِ کریم ہی سے رہنمائی طلب کریں۔ اس کتاب کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ جب علم بالوحی انسانی استعداد کے زائیدہ علم کے نمونے پر ڈھلا تو وہ تفسیر، تعبیر، تاویل، توجیہہ اور تعلیل کا علم بن کر رہ گیا اور قرآن صرف اوامر و نواہی کا ضابطہ ہی متصور ہو سکا۔ اس لیے وقت کے ساتھ جب موثرات زندگی بدل گئے تو زندگی کے تقاضے قانون کی خلاف ورزی کے بغیر پورے نہ ہو سکے۔ اس صورتِ حال سے نکلنے کا راستہ بھی اسی کتاب میں تجویز ہوا ہے جو قارئین کے لیے علم و فکر کے نئے افق وا کرتا ہے۔

کل صفحات ۲۸۸ ———— قیمت ۹۰ روپے

ملنے کا پتہ : ادارہ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور